

بسم اللہ ان رحممن ان رحیمه

ڈاکٹر حافظ حقانی میاس قادری

خطبہ جمعۃ الوداع کی عالمگیر اہمیت

موجودہ عالمی تناظر میں

تعارف:

بھارت کے نویں سالِ حج فرض ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حجاج کرام کی رینہائی کے لئے امیر حج بنا کر بھیجا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین سو صحابہ کرام کے ساتھ مناسک حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے، بھارت کے دسویں سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶ ذی القعده کو تقریباً نوے ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جمعین کو مدینے سے ساتھ ہے کہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے، ۸ ذی الحجه کو آپ ﷺ نے بھاشنا پاٹھ کا شت کے وقت حرم میں داخل ہوئے، طواف و سعی کے بعد ۲ روز تک مکہ سے باہر قیام فرمایا، صحابہ کرام بھی آپ کے سڑاہ تھے۔ ۸ ذی الحجه کو صبح کے وقت آپ بلند ہونے کے بعد آپ صحابہ کرام کے ساتھ می کی طرف روانہ ہو گئے پھر نویں ذی الحجه کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لاکھ چند رہب زیارت سے زائد مسلمانوں کو لے کر می سے عرفات کے لئے روانہ ہوئے۔ سورج ڈھلنے کے بعد غثیر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اوثنی پر سوار ہو کر عرفہ کے لیٹن وادی میں آئے اور اپنی اوثنی پر سوار ہو کر مسلمانوں کو خطاب کیا۔ جب کہ رہیہ ابن امیہ انہن خلف آپ کے خطاب کو جملہ بہ جملہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے دہرا رہے تھے۔ (۱)

نبی اکرم ﷺ نے بھاشنا پاٹھ کے بعد یہ پہلا اور آخری فریضہ حج اور فرمایا اور عرفات میں آپ نے یہ خطبہ دیا، اسی وجہ سے آپ کے اس خطبے کو خطبہ جمعۃ الوداع یا خطبہ جمعۃ الوداع کیا مام سے یاد کیا چاہا ہے۔ (۲)

خطبہ جمیع الوداع کی اہمیت و مخصوصیت، اس کی ہمہ گیر افادہت اور آپ ﷺ نے جن موضوعات پر بدایات فرمائی ہیں سان کی اہمیت کی بنا پر یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس خطبہ کے ماحصل پر روشنی ڈالی جائے، اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا آج کے حقوق انسانی کے چاروں زکے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ اگر چہ اس موازنے کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے کہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عمومی انعکاس:

اسلام نے اس دنیا کو حقوقی انسانی کا چاروں قوامِ متحدہ کے چاروں لکھنے جانے سے چودہ سو سال قبل عطا کر دیا تھا۔ (۳) اسلام میں انسانی حقوق کے چاروں کی اہمیت کا اطلاق مسلم احمد کی روزمرہ کی زندگی پر ہوتا ہے، اور مسلم احمد پر زور دیا گیا ہے کہ وہ زندگیوں میں اس چاروں کو نہ صرف تسلیم کریں بلکہ اپنی زندگیوں پر منطبق بھی کریں، انسانی حقوق کا یہ چاروں پیغمبر اسلام نے اصحاب کرام کو سخھا لیا، پڑھا لیا، اس کی تبلیغ کی اور اس کا عملی نمونہ پیش کر کے دکھلایا۔

۱۷۹۶ء میں امریکہ کے پہلے صدر جارج واٹن (GEORGE WASHINGTON)

نے قوم سے الوداعی خطاب کیا اس خطاب میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ امریکہ کا غیر اتحادیوں کے ساتھ کوئی جھگڑا میان سے تعلقات میں کوئی انجما و نہیں ہے۔ انہوں نے آزاد انتہاج اور کاروبار پر بات کی اور یہ جھگڑا کہ امریکیوں کے لئے یہ بات بڑی تاثری فخر ہے کہ وہ امریکہ کے شہری ہیں۔ ان کا یہ الوداعی خطاب میڈیزین (MADISON) نے حیر کی، جس کی نوک پک میٹھن (HAMILTON) نے درست کی۔ امریکہ کے پہلے صدر جارج واٹن اپنے الوداعی خطاب کے بعد عملی زندگی سے ریٹائر ہو جاتے ہیں، اور اپنی باقی زندگی اپنی ریگی زمیون پر گزارتے ہیں۔ (۲) جب کر چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق عطا فرمائے والے محمد عربی ملی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات کے آخری لمحات تک اپنی زندگانی اس بھارتی ہیں۔

امریکہ کے ایک سابق صدر جنرل کارٹر (JAMES CARTER) حقوق انسانی کے تصور کے پیشگوئی سمجھے جاتے ہیں، وہ حقیقت میں کارٹر اور یہودیوں کے حقوق کے پیشگوئی تھے جو ساہنہ سو ویسے یومن کے نظام حکومت سے اختلاف رائے رکھتے تھے، ان کو دنیا کے دوسرے خلقوں میں رہنے

والے انسانوں کے حقوق کی کوئی خاص پرواہ نہ تھی، حتیٰ کہ ان کا مریکہ میں رہنے والے ان بے گھر، بے روزگار، بے سروسامان افراد کی بھی کوئی خاص فلکر نہ تھی جو صردوں کے خون جہادیے والے موسم میں بھی گھر نہ ہونے کی وجہ سے مسکون پر زندگی گزار دیتے تھے، سماجی کی دبائی میں امریکہ کے صدر لینڈن بنی جانس (Bill of Civil rights act) LYNDON B. JOHNSON پر شہری حقوق کے مل (Bill of Civil rights act) LYNDON B. JOHNSON پر دستخط کئے۔ (۵) جب کہ ساؤ تھا فریقہ کی سیاہ فام اکثر ہمت ایک طویل عرصے اپنے شہری اور انسانی حقوق سے محروم رہی ہے، اور ان کو اپنے حقوق مانگنے پر ان انسانیت سوز مظالم کا ٹھکارہ ہوا پڑا ہے جس کو دیکھ کر اور پڑھ کر آج بھی انسانیت کا بپ اٹھتی ہے۔ ایک باخبر انسان اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ اس سیاہ فام اکثر ہمت کو سطید فام انتہیت نے کس طرح اپنی ایضاً کا ٹھکارہ کر ہر طرح کے بیانوں کی حقوق سے محروم رکھا۔ امریکہ کے ۲نجماں صدر رونالد ریگن (Ronald Reagan) کو بھی ساچہ سوچتے یونیون میں رہنے والے بیویوں کی کچھ نیزادہ بھی فلکر تھی۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو Reykjavik Iceland کے مقام پر میتاں گورباچوف (Michael Gorbachev) کے ساتھ ہونے والی اپنی ملاقات میں دونوں رہنماء مختشم بیوی خادمانوں کا سماج کرنے کے معاہدے پر رضامند ہو گئے، جب کہ اس کے برخلاف مسٹر ریگن اس موقع پر دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں مختشم خادمانوں کے ملاپ کو تشریح ہو گئے۔ سب سے زیادہ چیرت اگنیز اور دوسرے معیار کا اقتدار امریکہ کے صدارتی امیدوار جمیس جیکسن (Gessie Jackson) کا ہے، موصوف نے بھی مسٹر گورباچوف کے ساتھ ۱۹۸۶ء میں ہونے والی اپنی ملاقات میں ساچہ سوچتے یونیون میں رہنے والے بیویوں کے سائل و معاملات پر فلکوں کی، ایسا معلوم ہوتا ہے یہ سیاہ فام اپنی صدارتی امیدوار اپنے عوام (سیاہ فام افراد) کے حقوق کو بھول گیا ایسا نے جان بو جھ کر ان سائل سے صرف نظر کیا، اور اسے سیاہ فاموں کی کچھ ابادیاں اور اتفاقیتی علاقے اور بہاں انسانی حقوق کی ابتر حالت یاد نہ رہ گئی۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ کوئی شخص ہزاروں میل دور رہنے والے افراد کی فلکر کرے، لیکن بھیت صدارتی امیدوار مسٹر جمیس جیکسن کے لئے زیادہ بہتر تھا کہ وہ اپنے شہریوں کی مدد اور ان کے حالات کو زیادہ بہتر بنانے کی فلکر کرتے۔

ان زندہ مثالوں اور اس مہذب دنیا کے عالمی رہنماؤں کے عملی تضاد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شہری اور انسانی حقوق کے حوالے سے ان کے قول عمل میں کتنا تفاہ موجود ہے، یا انسانی حقوق کے نام نہاد مسلم بردار دنیا کے ایک حصے میں کسی فرد کے کام چھیننے پر عالمی امید لا کی تو جہاں جا بپ مبذول کر

دیتے ہیں، جب کہ وسرے ٹھٹے میں ہزاروں افراد کی بے گناہ اور مخصوصاً بلاکت پر ان کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی، اور آج بھی دنیا کو اسی صورت حال کا سامنا ہے۔

خطبہ جیہے الوداع کا امتیاز:

بی نوع انسانی کوششی و انسانی حقوق کا چاروں عطا فرمائے والے رسول رحمت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جیہے الوداع زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتا ہے، یہ انسانیت کی بہادست و رہنمائی، سماجی انصاف، نسلی ہم آہنگی، عالیٰ امن کے لئے مکمل اور بہترین منظور ہے، یقیناً انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں راست بازی، تقویٰ، اعتدال پسندی اور عالیٰ اخوت کا درس دیا اور رنگ، نسل، زبان، قومیت، گروہ بندی اور برجم کے تصور اور طبقاتی تصریق بالاتر ہو کر سچے سمجھنے کی بندگی عطا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے موضوعات دنیا کی تاریخ میں ایک نقطہ انقلاب کے نشان ہیں آپ ﷺ نے لوگوں کو دوستی، ہم آہنگی، صلح و آشتی، ایام و تھیم اور مہذب و مذوب رویوں کا راستہ دکھلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حقیقت ایک ایسا تصور پیش کیا جو کہ خیالی نہ تھا بلکہ ملی، آفاقی، عالیٰ اور بر طرح سے جامعیت کا حامل تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے ذریعے احکامات الہی کی ایک منبوط ہیئت دار ہم کر دی۔

خطاب کی ہمہ گیریت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ تمام بی نوع انسان کے لئے تھا، اگرچہ آپ ﷺ کے سامنے میں اس وقت اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، لیکن آپ ﷺ کا مخاطب ساری بی نوع انسانیت تھی، وسرے الحالات میں یوں کہلیں کہ آپ ﷺ اپنے خطاب کے ذریعے اور حاضرین کے قسط سے تمام انسانیت سے مخاطب تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا بیہا الناس۔ اے لوگو! آپ نے اپنے اس خطاب میں یا بیہا الناس کی اصطلاح کی مرتبہ استعمال فرمائی۔ لیکن ایک مرتبہ بھی اے مسلمانو! اے مونوںکیں فرمایا۔ یہ آفاقی پیغام آج بھی دنیا کے ہر برھنے میں رہنے والے ہر ہر فرد کے لئے اس کی مدد بھی یا سیاسی و ایجنسی سے قطع نظر اتنا ہی تزوہا زہ ہے جتنا خطبہ جیہے الوداع کے دن تھا اور قرآن مجید بھی ہمیں میں بتا ہے کہ یقیناً اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت بی نوع انسان کے لئے اللہ کے یقیناً بنا کر بیجھے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد دعا مددی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافِةً لِلنَّاسِ بَشِّرُوا وَنَذِرُوا وَلَكُنْ أَكْثَرُ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُونَ (۲)

اور ہم نے آپ کو بھیجا ہے تمام نوع انسانی کے لئے خوش خبری دینے والا اور ذر
سانے والا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پیغام کی قطعیت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اللہ کی طرف سے ہی نوع انسانیت کے لئے آخری پیغام تھا،
اس پیغام کی صحیل اور قطعیت ہاتھ پر ہو چکی، کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہی نوع انسانیت کی
طرف آخری پیغام تھے، آپ ہی ماحصل تھے آپ ہی ادیج عروج تھے، اور آپ ہی تمام انبیاء اور رسول کی
بشارت تھے۔ اور آپ کے ارزی وابدی پیغام کو اللہ تعالیٰ ازل وابد تک محفوظ کر چکا ہے، یہی سبب ہے کہ
جوں ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ کامل کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آئت مازل فرمادی:
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ بَعْنَانِي وَرَضِيَّتُ لَكُمْ
الإِسْلَامَ دِينًا۔ (۷)

۶ ج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی فتح پوری کر دی
اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر دیا۔

ای نبی ﷺ کی ختم نبوت بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا ان فرمادی چنانچہ ارشاد ربانی ہے:
مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَخْبَدَ مِنْ زَجَالَكُمْ وَلَكُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ
الرَّبِّيَّنَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۸)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تھا وہ اللہ کے رسول اور
خاتم النبیین اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

بت پرست معاشرے کا خاتمه:

اسلام کی آمد سے کفر و شرک سے بھر پور معاشرے کا خاتمه ہوا اور اس کی جگہ ایک توحیدی
معاشرہ ہو جو دیں آیا، بت پرستی کی جگہ اللہ جل شانہ کے قانون الہی نے لے لی، اسے عملی طور پر نافذ کرنے

کے لئے خطبہ جیہے الوداع کے المذاہ ملا حضرما یعنی:

وَإِنْ كُلُّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مُوْضِعٌ، وَأَوْلُ مَنْ دَعَاءَ الْجَاهِلِيَّةَ
دَمُ الْحَرَثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَلَّبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقُتِلَهُ
هذیل۔ (۹)

اور جاہلیت کے زمانے کے تمام خون کا لعدم ہو چکے، اور میں اپنے خادمان میں
سے پہلا خون (بدر) یعنی میں معاف کرنا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون
ہے، جو بنی لیث میں دو دھپریتا تھا اور جسے بنی بدریل نے قتل کر دیا تھا۔
اس کا منع یہ ہوا کہ انسانوں کا بنا لایا ہوا، کوئی بھی نظام، حق و انصاف اور امن و آشی کے خلاف
نظام سے مبدل ہو سکتا ہے۔ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے قریش، اللہ تعالیٰ نے تم سے شرکاء عطا کردا اور اپنے آباء اجداد کے طور
طریقوں کا خالیا ہے۔

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حجرات کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی:
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُورًا وَّقَاتِلِيْ
لِتَعَارِفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنَّفَكُمْ طَرَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ خَيْرٌ (۱۰)
اے لوگوں بے شک ہم نے جسمیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور جسمیں
بنا لیا ذائقیں اور قیلیے، تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک اللہ کے
زندگی کم میں سب سے بڑا اعزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پریزگار ہے،
اللہ بے شک جانے والا اخباردار ہے۔

مساویات انسانی:

خطبہ جیہے الوداع کے موقع پر حضور علیہ اصلوٰۃ واللام نے بنی نویں انسان کو جو پیغام دیا اس
میں ایک بڑا ہمکھرا انسانی مساوات کا ہے۔
تمام بنی نویں انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور اس کے قانون کی نظر میں برابر ہیں، سب کے
ماں باپ آؤ جو ہیں، سب مٹی سے پیدا ہوئے۔ کوئی کسی سے برزا اور اعلیٰ وارفع نہیں اسی لئے حضور علیہ

السلام نے فرمایا:

لا فضل لعربی علی عجمی ولا عجمی علی عربی ولا لا يفضل
علی اسود ولا سود علی ابيض الا بالتفوی، الناس من آدم و آدم
من تراب۔ (۱۱)

اے لوگو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فویضت نہیں اور رہنمای کو
کامل پر اور رہنمای کو سفید پر کوئی فضیلت حاصل ہے مگر سوائے تقویٰ کے۔
سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔

مساویات انسانی کا یہ تصور انصاف پر ہے، جس کے تحت معاشرے کا کلی فرد دوسرا فرد
سے برتاؤ نہیں سوائے تقویٰ اور پر ہیز گاری کے، سو اسکی کامی فرد یہ دووی کرنے کا حق نہیں رکھتا کہ وہ
زیادہ ترقی یا زیادہ پر ہیز گار ہے لہذا وہ معاشرے کا برتاؤ بہترین فرد ہے، اس بات کو صرف اللہ تعالیٰ زیادہ
بہتر جانتے ہیں۔

مساویات اور انصاف ایسے وو نصب المحتیں (Mottos) ہیں جن پر اسلام سب سے زیادہ زور
دیتا ہے اور اپنے مانسے والوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس پر منصوبی سے قائم رہیں۔ اسی بنا پر محتی
النصاف کے اسلامی تصور کو قرآن مجید میں جامیان کیا گیا ہے ایک جگہ رشاد خداوندی ہے:
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْذُوا الْأَمْمَةَ إِلَى أَخْلَهُمَا لَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ
النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ يُعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُوكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
سَمِيعًا حَسِيرًا (۱۲)

بے شک اللہ جمیں حکم دیتا ہے کہ مانسے امانت والوں تک پہنچا دو، اور جب تم
لوگوں کے درمیان فیصل کرنے لگو تو انصاف سے فیصل کرو، بے شک اللہ جمیں
اجھی فیصلت کرنا ہے بے شک اللہ سنتے والوں کی خلاف الالا ہے۔

حقوق انسانی کا محض نامہ (Declaration):

اقوام حمدہ کا حقوق انسانی کا منشور جائیں کی دہائی میں ان طاقتیں کے ذریعے لکھا اور تیار کیا
گیا جن کی تاریخ دنیا کے دوسرے خطوں کے لوگوں پر ظلم و شدید سفا کی و سانگ دلی، عقوبات اور جزو جفا،

اٹھتے رسانی، قتل و غارت اور بلا کتوں اور اقوام کو غلام بنا نے جیسے واقعات سے مجری ہوتی ہے، یہ منشور عالمی طاقتلوں کا تیار کیا ہوا تھا اور اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ ان کے پاس اس کے سماں کیلئے چارہ کا رہ تھا، انہوں نے یہ منشور دستاویز انسانی حقوق کے احرام میا اقوام عالم کے حقیقی احرام و محبت کے تحت تیار کیا تھی، یہ دستاویز اس نے تیار کی گئی تھی تا کہ ان کے جرائم، فسق و فجور اور قانون میں الہاما لکی صرخ خلاف ورزیوں پر پر دہ دال سکے۔ (۱۳)

مشترک ایام، ایم، گذر رجحانہ ایام (Charter of L.M.Goodrich at al) اپنے کتاب

(United Nations- Commentary and Documents) میں یہ مذکور ہے:

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ منشور تمام ممالک کی از جد آزادی کا تعین کرنا ہے، علاوہ ازیں تمام اقوام اس تاریخی سورپا پنے تحریرات کی روشنی میں اس منشور کا پنے قوی مفاد کے مطابق حلیم کرنے کے لئے تیار ہیں، یوں اس چارڑنے ایک ہزار فراہم کی جس کے تحت عالمی امن و سلامتی خوش حالی اور تحفظ کی ہدایت کی ہمانت میبا ہو سکے، البتہ جتنی اقدامات اور فیصلے ان بہران ہی کی ذمے داری رکھی گئی۔ (۱۴)

انسانی تہذیب کی تاریخ میں حقوق انسانی کا یہ محض نامہ ہر ہی تاریخ سے گل تھا، لیکن اس کے باوجود بھی حد و بندھ نقص ہے کیونکہ امریکہ کا انسانی حقوق کا منشور ابھی تک کافند پر سیاہی (ink on paper) کے مصدق ہے۔ پھر پانچ عالمی طاقتلوں کے پاس اب تک بیوں کا حق ہے۔ (۱۵) یہ طاقتیں ہر قوم کی سفارتی کا مظاہرہ کر سکتی ہیں، لیکن ان کو نہ تو معنوں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کو تعریف و سزا کا مستوجب قرار دیا جا سکتا ہے، موجودہ حالات میں اس قلم کا مظاہرہ ریاست ہائے تہذیب امریکہ کے کر رہا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں سابقہ سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا، ۱۹۸۳ء میں امریکہ نے گرینیڈ (Grenada) پر جو کر ویسٹ انڈیز کا ایک جزیرہ ہے، حملہ کیا، ۱۹۸۲ء میں برطانیہ نے فاکلینڈ کے جزائر پر حملہ کیا، ۲۰۰۳ء میں امریکہ کا عراق پر حملہ تھا، اس کے علاوہ بھی بے شمار واقعات ہیں جن کا ان صفات پر ذکر کرنا ہماں مقدمہ نہیں ہے، لیکن جزو اسلامی (General assembly) اور اقوام متحدہ کی سلامتی کو نسل (Security council) ان چار جمیتوں کے خلاف اب تک کچھ نہ کر سکی، کیونکہ بیوں پاؤ ناں پانچ پر پاؤ ممالک کے پاس ہے۔ جس کی لائی اس کی بھیں (Might is right) کے تصور نے حقوق انسانی کے تصور کو گہنا دیا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں بین المیمی امنیتی انتیش (Amnesty International) کے ادارے کو ایک

بر طافی و کیل (Attomey at Law) پیٹر بنسن (Peter Beneson) نے قائم کیا، اس ادارے کے قیام کا مقصد سیاسی قیدیوں پر ظلم و تشدد اور مظلوم پر کمزی کا گارکھنا تھا، اس ادارے کے قیام کا یہ مقصد بھی تھا کہ دنیا کو ان سیاسی قیدیوں کو ملنے والی مزاوی سے آگاہ اور باخبر رکھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ لپکشی اور بیشکشانی ان قیدیوں کے ساتھ ہونے والے ظلم و تشدد، ان کے خلاف خوف و ہراس اور ان کے ساتھ معاہدہ و سلوک کو روکنے کے لئے اب تک عمل آچکھوئیں کر سکا۔

اسرائیل ۱۹۴۸ء سے فلسطینیں کو مسلسل اپنے گھروں سے جلاوطن کر رہا ہے، مذکورہ ملک نے ظلم و تشدد، جرائم، بلاکتوں اور قتل و غارت گری کی گولیا ایک سیریز شروع کی ہوئی ہے، میکوری کو نسل امریکہ کی وجہ سے اب تک اس کو معوب تراجمیں دے سکی ہے، کیوں کہ قوم حمدہ کی جزوں اسکلی میں تمام مذمتوںی تواریخاں دوں کو امریکہ نے اپنے ویڈ کے حق کے تحت ویڈ کر دیا ہے، اگر دنیا میں کہیں بھی انسانی حقوق کا وجود ہے تو وہ ہر حال اقوام حمدہ اور عالمی پر طاقتوں کے پاس قطعاً نہیں ہے۔

دوسری جانب اسلام کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے محض انسانیت اور عالمی امن و سلامتی کے عظیم یادبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق کی شاخت کروائی، اس کا اعتراف کروایا اور اس پر عمل درآمد کر کے دکھلایا جو شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جیۃ الوداع کے کسی بھی حصہ کو مطالعہ کرے گا، اس خطبے کی ہر برحق کو حقوق انسانی کا واضح اور شفاف مخترا مہ پائے گا۔
انسانی حقوق کا یہ مختارہ انسانی حقوق ذیل باتوں کا حاط کرنا ہے۔

- ۱۔ آزادی سب کے لئے۔
- ۲۔ انسانی زندگی کی حرمت۔
- ۳۔ مال و اسہاب اور جانبیداد کا تحفظ۔
- ۴۔ تمام اقوام کے درمیان مساوات۔
- ۵۔ قوانین الٰئی کے ذریعے کامل مدل و انصاف۔
- ۶۔ خواتین کے حقوق و فرائض (خواتین کے ساتھ شریک کارکی جیشیت سے برداشت کا تصویر، نہ کر مغلوب و مکحوم کی جیشیت سے)۔
- ۷۔ انتھمال و اچارہ داری کا خاتمه (ایسے معاشری تصور کا کمل خاتمہ جس کے تحت امیر ایران ہوتا چلا جائے، اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جائے)۔

- ۸۔ دوسرے کے حقوق کا تحفظ اور حقوق کی ادائیگی۔
 ۹۔ لوگ اس محض رامد پر تجدیدگی سے غور کریں اس پیغام کو پھیلائیں اور اس کو عملی جامہ پہنائیں،
 جہاں جہاں جائیں اس پیغام کو عام کریں۔ (۱۶)

زندگی اور املاک کی حرمت و تحفظ:

انسانی زندگی کی حرمت اور اس کے تحفظ کا اللہ نے قرآن میں بھی ذکر فرمایا ہے، نہ ہب اسلام نہ صرف انسانی جان کی حرمت و تحفظ کا تعالیٰ ہے بلکہ وہ چون پابپوں، جانوروں پر بدوں کی زندگی کا بھی تحفظ کرنا ہے، اسلام میں انسانی زندگی کا احراام، اس کی عزت و آبرو اور اس کی الملاک کے تحفظ کی ضرورت دی گئی ہے۔
 خطبہ جیہے الوداع کے اس محض رامد میں قیامت تک کے لئے انسانی جان اس کی املاک، مال و اسہاب، چائیہ اور کا تحفظ کر دیا گیا ہے، یہ محض رامد کسی خاص مدت، کسی خاص مخلکے کے لئے مخصوص نہیں اس سطہ میں بھی علیہ اصول و اسلام کے اخلاقی اعلاء حظر فرمائے:

فَانْ دَمَّاْكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَاعْرَاضَكُمْ حِرَامٌ عَلَيْكُمُ الَّذِي أَنْ تَلْقَوَا
 رِبَّكُمْ كَحُرْمَةٍ بِوْمَكُمْ هُدَا، فِي شَهْرٍ كُمْ هُدَا فِي بَلْدَكُمْ هُدَا۔ (۱۷)
 اے لوگو! اپے تسلیک تھا راغبین اور تمہارے احوال ایک دوسرے پر حرام ہیں، جس
 طرح کی حرمت اس دن اور اس میوند کو حاصل ہے یہاں تک کہم اپنے رب سے چالو
 رحمت دو، عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی تکمیلت و چائیہ اور کا تحریر کیا
 اخافی فرمائے۔

فَلَا يَحْلُّ لِمَرْءٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طَيْبٍ نَفْسُهُ مَنْهُ فَلَا

تَظْلِمُنَ الْفَسْكُمْ۔ (۱۸)

کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے مال میں سے کچھ لے لے
 سکے اس کے کروہ جو کچھ اپنی خوشی سے دے دے ساپنی جانوں پر ٹلمز کر۔
 گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے املاک کو قومیانے کی فلی فرمادی تھی۔ اس روئے زمین پر
 بعض ایسے زنداد رعایتی ہیں جنہوں نے ذاتی چائیہ، مسحتیں، کارخانے، اور قدرتی وسائل کو قومیانے کی
 کوشش کی، انہوں نے یہ کام معاشرے میں انصاف پسندی اور دولت کی مساواۃ نہ تقسیم کے نام پر کیا، یہ

بات خوب سمجھ لئی چاہئے کہ کسی کی ملکیت، جاسیدا دیا دولت کو قومیانے (Nationalization) کا عمل سراسر غیر قانونی اور غیر اسلامی ہے۔ کسی رہنمائی کی حق حاصل نہیں ہے کہ کسی بھی شخص کی جاسیدا دیا المالک کو خلیط کر لے، اگر کسی کو دولت کی تقسیم کے عمل سے دل چھوٹی ہے تو وہ اپنی سوسائٹی میں نظامِ رُکوٰۃ کو ممنوط و مخلکم کرے، یا بہت زیادہ امیر ترین افراد پر کچھ اضافی نیکس عائد کر سئے تاکہ معاشرے کے خرچوں اور غریب افراد سے استفادہ کر سکے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

سودی نظام کی تفسیخ:

اسلام میں معاشری اتحاد کے تصور کی قطعاً مباحثت ہے۔ چونکہ سودی نظام معاشری اتحاد کی راہیں ہمارا کرتا ہے اسی لئے اسلام نے کاروبار کے اس سودی نظام کی مباحثت کی ہے۔ اس معاشری اچارہ داری اور اتحاد کی وجہ سے سرمایہ دارانہ نظام میں امیر امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب غریب ہوتا چلا جاتا ہے، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ الوداع میں ہذا قاتم کے معاشری اتحاد پر کیا تفسیخ پھیرو دی، سودا اور سودی نظام کا خاتمه کر دیا گیا، لوگوں کو حکم دے دیا گیا کہ وہ اس طرز کے کاروبار سے عینہ دہ رہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَإِن كُلَّ رِبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مُوْضِعٌ، وَلَكِنْ لَكُمْ رُؤْسُ اموَالِكُمْ، لَا
تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ، غَيْرِ رِبَا العَبَاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَانِه
مُوْضِعٌ كَلِمَةً۔ (۱۹)

ہر قسم کا سود مسوغ قرار دے دیا گیا ہے، لیکن اصل رقم پر تمہارا حق ہے جس میں شد و درود کا نقصان ہے اور نہ تمہارا نقصان۔ اور عباس بن عبدالمطلب کا سودا بھی تمام کا تمام ختم ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے سودو کو مکمل طور پر تکیدا حرام قرار دے دیا، کیون کہ اسلام معاشری اتحاد اور معاشری اچارہ داری پر بقیئن نہیں رکھتا، ارشادِ ای رہی ہے:

الَّذِينَ يُنَفِّقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِالْأَيْلَلِ وَالنَّهَارِ بِسِرًا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرٌ هُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ حَمِيلٌ وَلَا حَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزُنُونَ ۝ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
الرِّبَوْا لَا يَقُولُونَ إِلَّا كَمَا يَقُولُ الْذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ النَّسَرِ ط

ذلک بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَخَرْمَ
 الرِّبَا طَفْسَنْ جَاءَهُ مَرْعَةً مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَمَّا مَاتَ لَفْطَ طَوَّأَهُ
 إِلَى اللَّهِ طَوَّأَهُ مَنْ عَادَ فَأَوْتَكَ أَصْبَحَ النَّارَ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ
 يَمْسَحُ اللَّهُ الرِّبَا وَيَرِبِّ الصَّدَقَاتِ طَوَّالَهُ لَا يَعْبُدُ كُلُّ كُفَّارٍ
 أَيْمَانَ الَّذِينَ امْسَأَوْا وَغَيْمَلُوا الصِّلْبَحَ وَأَقْمَلُوا الْأَصْلَوَةَ وَأَتَوْ
 الْزُّكْرَوَةَ لَهُمْ أَجْرٌ هُمْ عَنْ دُرِّبِهِمْ حَوْلَ أَخْرَقَ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ
 يَخْرُزُونَ يَا يَا الَّذِينَ امْسَأُوا أَنْقَرُوا اللَّهُ وَذَرُوا مَاقِيَّاً مِنَ الرِّبَا إِنَّ
 كُلَّمُؤْمِنٍ فَلَيَنْعَلُوا فَإِذَا يَخْرُزُونَ فَإِنَّ اللَّهَ وَرَسُولُهُ
 وَإِنَّ يَنْشَمُ فَلَكُمْ رُءْسُ وَسُونَ أَمْوَالَكُمْ حَلَّتِ الظَّلَمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (۲۰)
 جو لوگ اپنے مال ڈرچ کرتے ہیں رات میں اور دن کو پیشیدہ اور ظاہر پس ان کے
 لئے ہے ان کا اجر ان کے رب کے پاس نہ ان پر کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمین
 ہوں گے، جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) نہ کھرے ہوں گے مگر
 جیسے وہ شخص کھرا ہو جس کے حواس کھو دیئے ہوں شیطان نے چھوکر، یہ اس لئے
 کہ انہوں نے کہا کہ تجارت درحقیقت سود کے مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت
 کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا، پس جس کو شیخست پچھلی اس کے رب کی طرف سے
 پھر وہاں آگیا تو اس کے لئے ہے جو ہو چکا، اور اس کا معاملہ اللہ کے پسند ہے، اور
 جو پھر (سود کی طرف) لوٹے تو یہی وزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہیں
 گے، اللہ سود کو مانا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ ہر ایک (ٹھکرے کو
 اور) گنگھار کو پسند نہیں کرتا، بے ٹھک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک
 عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے ان کا اجر ہے، ان کے رب
 کے پاس اور نہ ان پر کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمین ہوں گے، اسے ایمان والوں
 اللہ سے ذرہ اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، پھر اگر تم
 چھوڑو گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جگ کے لئے خیردار ہو جاؤ، اور اگر تم نے
 تو پکری تو تمہارا اصل زر تباہ رے لئے ہے نہ تم قلم کرو اور نہ تم پر قلم کیا جائے گا۔

خواتین کے حقوق و فرائض:

حقوق نسوان کا سب سے بہترین مختصر نامہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ جمیع الوداع میں پیش کیا گیا ہے، اپنے شوہروں کو یہ حکم دیا کروہ اپنی بیویوں سے مہربانی اور سن سلوک سے پیش کیں، کوئی بھی شخص اپنی عملی زندگی میں اپنے جیون ساتھی کے تعاون اور مدد کے بغیر کامیاب ہوئی نہیں سکتا، اسلام نے دونوں کے حقوق و فرائض پر نہایت تفصیل سے روشنی فرمائی ہے۔

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرد کو خادمان میں مرکزی حیثیت (Head) حاصل ہے تو عورت کی حیثیت بھی نہایت اہم (Heart) اور محترم ہے سلام میں میاں بیوی کے حقوق و فرائض کو نہایت واضح انداز میں بیان کر دیا گیا ہے اخلاقیات، پاک دامنی، شرم و حیا، اور عصمت و عصمت کے تحفظ کے مضمون میں احکامات اسلام نے اتنی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں کہ لوگ ان کو بھیج کر اپنی زندگیوں پر لاگو کر سکتے ہیں اور ایک پر عصمت اور باکردار معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے۔ اپنے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا:

اما بعدا ایها الناس فان لكم علی نسانکم حقا و لہن علیکم حقا (۲۱)

اے لوگو! جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق تمہارے ذمہ ہیں اسی طرح ان پر بھی
تمہارے کچھ حقوق ہیں۔

یہ فرمایا:

الا واستوصوا بالنساء خيراً فانما هن عوان عندكم۔ (۲۲)
ہوشیار روچاؤ! تمہارے لئے عورتوں سے یہی سلوک کی وصیت سے کیوں کروہ
تمہاری پابند ہیں۔

بنی نوع انسان سے شیطان کا بغض و عداوت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں اہل ایمان کو یہ تاکید کیا جس فرمائی کروہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں، شیطان اس بات سے تو ما یوں اورنا امید ہو چکا ہے کہنی آدم اس کی پوچا کرے گا، لیکن وہ اس بات سے امید نہیں ہوا ہے کہ بنی نوع انسان کو بہکا کر دین اسلام کے راستے اور رشد و ہدایت کے طریق سے ہٹا دے۔ اس لئے بنی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے امجد مسلم کا کیا

فرمائی کوہ شیطانی راہ پر چلنے سے گز کریں اور خود کو حاتمی شاہراہ کا سافر بنا کیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

اما بعداً إِلَيْهَا النَّاسُ فَإِنَّ الشَّيْطَنَ قَدْ يَسْأَلُكُمْ مِّنْ أَنْ يَعْدِلُوكُمْ
هَذِهِ أَبْدًا وَلَكِنَّهُ أَنْ يَطْعَمْ فِيمَا سَوَى ذَلِكَ فَقَدْ رَضِيَ بِهِ مَا
تَحْقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَاحْذَرُوهُ عَلَى دِينِكُمْ۔ (۲۳)

اے لوگو! بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزین پر اس کی پوچھائی جائے گی، لیکن وہ اس بات پر راضی ہو جائے گا کہ اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی قبیل کی جائے، پس اپنے دین کے واسطے اس سے بچتے رہتا۔

قرآن مجید شیطان کے کمر و فربہ کا پردہ چاک کرنا ہے اور بتاتا ہے کہ انسان کو چھوٹی امید دلاتا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلَا أَضْلَلُهُمْ وَلَا يَنْتَهُمْ وَلَا أَمْرُهُمْ فَلَيَسْتَكْنُنَّ إِذَانَ الْأَنْعَامَ وَلَا مَرْتَهُمْ
فَلَيَسْتَغْرِيَنَّ خَالِقَ اللَّهِ طَوْقَنْ يُسْجِدُ الشَّيْطَنَ وَلَيَقْنَدْ دُرْنَ اللَّهِ فَقَدْ
خَبِيرَ حَسَرَانَا مُئِنَّا ۝ يَعْدِلُهُمْ وَيَنْتَهُمْ طَ وَمَا يَعْلَمُنَمْ الشَّيْطَنُ إِلَّا
غُرُورًا ۝ (۲۳)

اور میں انہیں ضرور بہکاؤں گا، ضرور امیدیں دلاؤں گا اور انہیں سکھاؤں گا تو وہ ضرور جیزیں گے (جنوں کی خاطر) جانوروں کے کان، اور میں انہیں سکھاؤں گا تو وہ اللہ کی (بیانی ہوئی) صورتیں بدلتیں گے اور جو بناۓ اللہ کے سوا شیطان کو دوست تو وہ صریح تھصان میں پر گیا وہ ان کو وعدے دیتا ہے امیدیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر صرف فریب (زرا و حکا)۔

دوسروں کے حقوق:

حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ دوسروں کے حقوق کی بات کی اور بتایا کہ دیگر افراد کے حقوق نہ صرف ان کو عطا کئے جائیں بلکہ ان کا تحفظ بھی کیا جائے، آپ نے حاشرے کے ہر فرد کا اس بات کی تلقین کی کہ اگر ہر فرد اپنے فرائض اور زمہ داریاں عدل و انصاف اور زمہ داری سے ادا کرنا رہے تو

تمام افراد کو ان کے حقوق مل جائیں گے اور ایسی صورتحال میں عدالتون کے چکروں میں پڑے بغیر انصاف تمام ہو سکتا ہے۔ اپنے ﷺ نے فرمایا:

فمن كانت عنده أمانة فليؤذنها إلى من أئمه عليهما - (۲۵)
جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو سے چاہئے کہ وہ اسے حق دار کو واکردا کر دے۔

انسانی اعمال کا احتساب:

ہر شخص کو مت کا مرہ بچھنا ہے اور اسے اپنے اعمال کے لئے اپنے خالق و مالک کے سامنے جواب دہو ہا ہے، کوئی شخص اپنے اعمال کو نہ بچھا سکتا ہے اور نہ ہی بخاتر اپنے حکایت کا ساتھ بات کی تحقیقی کی گئی ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں بکتریں جزا حاصل کرنے کے لئے اعمال صالحی طرف توجہ رہے۔ احتساب کے اس تصور کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ جمیع الدوائے میں یوں ذکر فرمایا:
وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رِبَّكُمْ فِي سَالِكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ وَقَدْ يَلْغُطُ
يَا دِرْكُكُمْ أَپْنِيَ رَبِّ سَعَدَ وَرَبِّ الْمُلْكَ مَنْ سَعَدَ
صَحْكَرَهُ وَأَوْرَسَهُ تَوْحِيدَكَ بِهِنَّامَ بِهِنَّامَ

یہ بات یاد رہے کہ قیامت کے دنوں کے ناموں میں ایک نام ”یوم الحساب“ ہے، حساب کا دن یا احتساب کا دن۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

رَبُّنَا الْغَفُورُ لِيَ وَلِلَّهِ الْدُّلُوْدُلِيُّ وَلِلَّهِ مُبِينٌ يَوْمَ يَقُولُمْ يَحْسَابُ الْجِنَابَ (۲۶)
اے ہمارے رب اور حساب مجھے میرے والدین کو اور مومنوں کو کش دے۔

کائنات کی تحقیق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری کائنات اور جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے اللہ جل شانہ کی تحقیق ہے، اس تحقیق کی تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں، خطبہ جمیع الدوائے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کے بنیادی تصور کو اثبات تفصیلی کے ساتھ بیان فرمایا، اہل ایمان کو یہ تصور دیا گیا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اللہ ہے یا اسی کی ملکیت ہے، اور وہی ذات وحدہ لا شریک اس کے نظام کو چلا رہی ہے اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

الا و ان الزمان قد استدار كھیتھ بوم خلق اللہ السموات
والارض - (۲۸)

اور بے شک زمانِ حکوم پھر کسی جگہ آگیا ہے جہاں سے ۲۰۰۰وں اور زمین کی
پیدائش کے دن سے شروع ہوا تھا۔

درحقیقت اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اس کائنات کی ہر چیز کو اس کے صحیح اور معیاری اور
نظری اصولوں کے مطابق پیدا فرمایا اس نے ۲۰۰۰ و زمین، سورج، چاند، ستاروں، سیاروں، دن رات،
پودے اور جانوں فرشتوں اور جنات غرض کر ہر شے کو پیدا فرمایا:

نظامِ اُمُّس و قمر:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے میتوں کی تعداد بارہ بتائی ہے، یہ میتے ہی نوع انسان کے لئے
بڑی اہمیت کے حال ہیں، مالوں کا حساب رکھنے کے لئے حساب و کتاب کے لئے، ٹھیک و قوت نمازوں کا
وقت معلوم کرنے کے لئے، رمضان المبارک کے میتے میں روزے رکھنے کے لئے، اپنے تھواروں کو
ماننے کے لئے ان میتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طلبے میں ارشاد فرمایا:
ان عده الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا منها اربعۃ حرم۔ (۲۹)

میتوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے، ان میں سے چار گزرم ہیں۔

الشجر کو تعالیٰ نے اس ضمن میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ عِلْمَهُ الشَّهْرِ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّا عَشَرَ شَهْرًا أَفِي كِتْبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمِنْهَا أَرْبَعَةُ حُرُمٌ۔ (۳۰)

بے شک میتوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کے حکم میں بارہ میتے ہے، جس دن
اس نے ۲۰۰۰وں اور زمین کو پیدا کیا ان میں سے چار حرمت والے (ادب
کے) میتے ہیں۔

الشجر کو تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوسری جگہ چاند اور سورج کے بارے میں ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضَيَّاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقُدْرَةً مَنَازِلَ لِيَعْلَمُوا
عَمَلَهُ الْبَيِّنَ وَالْجَسَابَ طَمَّا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِيقَةِ يُفْصِلُ

الآیت لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۳۱)

وہی ہے جس نے سورج کو جگایا ہوا اور جاندکو چکتا ہوا ہاتا اور اس کی منزلیں
مقرر کر دیں تا کہ تم برسوں کی سختی جان لو اور حساب، اللہ نے یہ نہیں پیدا کیا مگر
درست تدبیر سے، وہ علم والوں کے لئے نئایاں کھول کر بیان کرتا ہے۔

وسری جگہ ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَبْيَانَ فَنَحْوَنَا إِذَا اللَّيْلُ وَجَعَلْنَا إِذَا النَّهَارَ
مُبْصِرَةً لِتَسْعَفَ أَفْضَلَاتِنَا رُتْكَمْ وَلَعَلَّمُنَا عَلَى ذِي التَّبَيِّنِ
وَالْجِنَابَ طَوْكِلْ شَيْءَ فَضْلَةَ تَفْصِيلًا (۳۲)

اور ہم نے رات اور دن کو دو دنیا ہاتا پھر ہم نے رات کی دنیا کو منادیا (نامہ
کر دیا) اور ہم نے دن کی دنیا کو دکھانے والی ہاتی، تا کہ تم اپنے رب کا فضل
(روزی) سلاش کرو اور تا کہ برسوں کی سختی اور حساب معلوم کرو اور ہر چیز کو ہم
نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

چار مہینوں کی حرمت:

اللہ جل جلالہ نے سال کے چار ماہ کی حرمت کا تھیں فرمادیا یہ چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، ذمہم اور
رجب ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کی حرمت و تقدس کا حافظ کریں اور کسی کو ان میتوں میں تبدیلی یا
حریف کا حق حاصل نہیں، کیوں کہ یہ کافر اگلی ہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلیفہ میں ارشاد فرمایا:
ثلاثة متواлиات ذو القعده و ذو الحجه والمحرم و رجب مضر

شهر الذي بين جمادى و شعبان۔ (۳۳)
تمن مہینے تو متواتر ہیں اور ایک الگ آٹا ہے یعنی رجب جو جمادی الثانی اور
شعبان کے درمیان میں ہے۔

پھر اپنے صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آمد تلاوت فرمائی:
إِنَّمَا السُّبْرَةَ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يَضُلُّ بِهِ الْأَيْنَ كَفَرُوا بِيَحْلُونَهُ عَانِي
وَيُنَحِّمُونَهُ عَانِي لَبِيَّا طَنَّرُوا عَلَيْهِ مَا حَرَمَ اللَّهُ فَيَحْلُمُوا مَا حَرَمَ اللَّهُ۔ (۳۴)

یہ جو مینے کاہنا کر (۲) گے پچھے کا ہے) کفر میں اضافہ ہے، اس سے کافر گراہ ہوتے ہیں وہ اسے (اس مینے کو) ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور دوسرا سال اسے حرام کر لیتے ہیں تاکہ وہ کتنی پوری کر لیں اس کی جو اللہ نے حرام کئے، سو وہ حلال کرتے ہیں جو اللہ نے حرام کیا اور حرام کرتے ہیں جو اللہ نے حلال کیا۔

مسلم امہ کا اتحاد و اتفاق، قرآن و سنت:

مسلمان صرف اسی صورت میں محمد ہو سکتے ہیں، جب وہ قرآن مجید اور رسیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پی روزمرہ کی زندگی کا مقصد و معیار بنائیں، قرآن و سنت ہی ان کی رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں، قرآن و سنت پر ہی گامزد ہو کر امت مسلم، امیت و سط و اعدل و انصاف، امن و سلامتی والی امت کہلانے کی حق دار ہو سکتی ہے۔ خطبہ جیہے الوداع میں خصوصاً کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں مسلمانوں کو یہ بتالا دیا کہ وہ قرآن و سنت کو محض بولی سے پڑ کر ہی حمد ہو سکتے ہیں، اپنے ﷺ نے فرمایا:

بِالْيَهَا النَّاسُ قَدْ تَرَكَتُ فِيمَا مَا اعْصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضْلُلُوا إِبْدًا
كِتَابُ اللَّهِ وَسُنْنَةِ نَبِيِّهِ۔ (۳۵)

اے لوگوں میں نے تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان کو پڑھے رہ جاؤ کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب و اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

ای لئے اللہ تعالیٰ یہ چاہیے ہیں کہ اس کے بعد صرف اور صرف اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں، صرف اطاعت کی وجہ سے وہ اللہ کے روپ و صرخ رو اور کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کے حرج و کرم کے متعلق بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَلَّكُمْ تَرَحَمُونَ ۝ (۳۶)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروتا کرم پر حرج کیا جائے۔

دوسرا جگہ ارشاد ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدِ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ نَوْلَى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ
خَفِيَّةً ۝ (۳۷)

جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے
روگر دلی کی توہم نے اپنے وَاللَّهُ أَعْلَمُ دلوں پر گھبراں نہیں بھیجا۔

اخوت اسلامی:

قرآن مجید میں درس دینا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زیرین اصول کا پیٹھے میں بھی اجاگر فرمایا، اپ کا ارشاد ہے۔
ایها النّاس اسْمَعُوا قَوْلِي وَاعْقُلُوهُ تَعْلَمُنَ ان كُلُّ مُسْلِمٍ إخْرَاجُ
لِلْمُسْلِم وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ فَاصْبِلْحُوَّا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ حَوَّا
(۳۸)

اے لوگو! یہری بات غور سے سنو اور سمجھو خوب سمجھو لو کہ ہر مسلمان دوسرے
مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
قرآن مجید نے اس بات کو واضح انداز میں بیان کر دیا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَاصْبِلْحُوَّا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ حَوَّا
تُرْخَمُونَ (۳۹)

بلاشبہ سب موسمن بھائی (بھائی) ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان مطلع
کر دو اور اللہ سے ذروتا کرم پر حمد کیا جائے۔

یہاں اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ مسلمانوں کے دوسرے مسلمان بھائی پر کچھ حقوق
و فرائض ہیں۔ خلافاً سلام کا جواب دینا یا کسی عیادت کا نہاز جائزہ میں شرکت کرنا، دعوت قول کرنا، چیزیں کا
جواب دینا، خلوص کے ساتھ فتحت کرنا، جو اپنے لئے پہنچ ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پہنچ کرنا، اس کے دکھدرو
اور غشی و صرفت میں شریک ہونا، اس کی مدد کے لئے ہم وقت تیار ہنا، اس کے حقوق کا دفاع کرنا وغیرہ
وغیرہ اسلامی بھائی چارے اور اخوت کی عظیم ایثار اور مثال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسَلَّمَ اور مسلمانوں کی ہجرت مدینہ تجھی جس
میں انہار نے مجاہرین کی دل کھول کر مدینہ تجھی اور اپنے دل اور گھر کے دروازے دا کر دیئے تھے۔

ظلم و ناصافی:

اسلام نے ہر سطح پر ظلم و نیادی اور ناصافی کی ممانعت کی ہے، اور ہر سطح پر انصاف کا بول بالا

مقدم رکھا ہے، انگریزی کہوت کے مطابق Justice is the name of the game چونکہ بھی جو رو جفا و ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے گا۔ وہ اس کی سزا بھی پائے گا، اللہ تعالیٰ ظلم و زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے طلبے میں تاکید فرمایا:

فَلَا تُظْلِمُنَّ النَّاسَكُمْ۔ (۳۰)

اپنی جانوں پر ظلم نہ کر پڑھنا۔

حدیث قدسی اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

بِإِيمَانِ أَنِّي حُرِمتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلَهُ بِيْنَكُمْ مَحْرَماً فَلَا
تُظْلِمُوا۔ (۲۱)

اسے میرے ہندو ائمّہ نے اپنے اوپر بھی ظلم حرام کر دیا ہے، اور میں نے تم پر بھی
ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے تو ظلم مت کیا کرو۔

یہ بات بھی خوب سمجھ لیتا جائیں کہ جو شخص بھی نا انصافی اور ظلم و جفا کا مرتعکب ہو گا وہ قیامت
کے دن بڑی نجتی میں ہو گا، وہ خود کو عذاب سے بچانے کے لئے ہر جتن کرے گا مگر اس کی ساری کوششیں
رایگاں جائیں گی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَّتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَا فَدَنَتْ بِهِ طَوَّافُوا النَّارَمَةَ

لَنَارَأُوا الْعَذَابَ وَقُبْضَتِ يَتَّهِمُ بِالْقُسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (۲۲)

اور اگر (خواہ) ہر ظالم شخص کے لئے (وہ سب کچھ) ہو جوز میں میں ہے (اور) وہ
اس کو فدیے میں دے دے اور وہ پچھے چکے پہنچا پہنچاں ہوں گے، جب عذاب دیکھیں
گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

پیغام رسالت کو آگے پہنچانا:

جنپیہر افراز الرمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جیہے الوداع کے موضوعات ایک اچھے معاشرے کی
تمام خود راست کو محیط ہیں، اسلام کا پیغام مکمل ہو گیا، لا گو ہو گیا اور ہر ایک کو بتا دیا گیا۔ اب ضرورت اس بات
کی تھی کہ اس پیغام کو ایک جگہ سے دوسرا جگہ ایک نسل سے دوسرا نسل کو پہنچا دیا جائے، اب اس طلبے کے
پیغام کی ذمہ داری ان حضرات کے کامدھوں پر تھی جو اس پیغام کو میدان عرفات میں سن رہے تھے، اپنے صلی

اللہ علیہ وسلم نے سامنے کو اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمے داری دے دی چنانچہ آپ نے فرمایا:
 الا لیسلع الشاہد الغائب فلعل بعض من بیلغہ او غی لہ من بعض
 من سمعہ۔ (۳۲)

جو یہاں حاضر ہیں وہ غائب تک میری باتیں پہنچادیں، شاید کہ بعض ایسے جن تک
 یہ باتیں پہنچیں گی جو یہاں موجود بعض شئے والوں سے زیادہ تکمیل دار نہ ہوں۔
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جیہے الوداع کے حاضرین و سامنے ہیں اصحاب کرام
 رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام کا اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا پیغام قبول کیا، صحابہ کرام رضوان
 اللہ علیہم اجمعین جہاں جہاں بھی گئے وہاں انہوں نے اپنے اخلاق و کردار، راست بازی امن و آشی، صلح
 جوئی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کو دینا کے ساتھ پیش کیا۔
 مسلمان ۲۷ جمادی کوئی بھی ہے اس کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ یہ نبوی دعوت دوسروں تک
 پہنچائے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں تک پہنچانے کی یہ ذمہ داری ان کو تفویض
 کر دی ہے۔ بات پہنچانے کا دلکش ادازہ تکمیل قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے۔

أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَزِيكَ بِالْجُمُعَهُ وَالْمَؤْعَظَهُ الْخَيْرَهُ وَجَادِلَهُمْ
 بِالْيَقِينِ هُنَّ أَحْسَنُ۔ (۳۲)

اپنے رب کے راستے کی طرف بلا و دامتی سے اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے ایسے
 ادازے بھٹ کر جو سب سے بہتر ہو۔

اسلام کا پیغام افریقیہ، شرق و سطی، آسیا، یورپ کے ساتھ ساتھ براعظم امریکہ اور آسٹریلیا میں
 بھی پھیل رہا ہے، مغرب میں اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کی اشاعت اچھا مذاہے ہو رہی ہے۔ جہاں
 ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں پر نشر و اشاعت کے ہر ہزار اعماق سے جعل ہو رہے ہیں، جب کہ وہیں پر ایک
 خاموش اکثریت اسلام میں دن بدن دلچسپی لے رہی ہے۔ لاکھوں امریکی ہادہ پرستی اور لادینی کا شکار ہیں، اور
 اپنے مذہبی عقائد سے کفار کی اختیار کر چکے ہیں، بہت سے ایک مذہب سے دوسرے مذاہب کی طرف
 تحریک کے طور پر چلتے ہیں اور اس مضمون میں لاکھوں امریکی دوسرے مذاہک کا سفر بھی کرتے ہیں مذاہطیناں
 اور مسكون قلب کے لئے یوگا اور فس مدرک کے مرابتے (Transcendental Meditation) کرتے
 ہیں مگر سب بے سوہ، بہت کم لوگ اسلام کے مطالعے کی طرف آتے ہیں مگر جو آتے ہیں تو وہ مسكون بھی اسی راہ

میں پاتے ہیں، اور اسی راہ میں ان کو سکون قلبِ اٹھیاں جسم، اور روح کو تکین بخیں ہے۔

اختتمیہ کلمات:

رسول رحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ حجۃ الوداع کا دنیا کی ہر چھوٹی بڑی زبان نے ترجیح ہوا چاہئے، اس خطبے کی ایک کانپی ہر گھر میں، کتب خانوں میں، فنیزوں میں، کاس روم میں، ہر سرکاری افسر کے دفتر میں، غرض کریم نشور ہر جگہ ہوا چاہئے، اور زندگی کے ہر ہر شعبے میں اس خطبے سے مسلسل رہنمائی حاصل کرنا چاہئے۔

ضمیمه:

۲۴ میں ہم ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بنیادی حقوق (Bill of Rights) کے چارڑکا خلاصہ پیش کرتے ہیں، بنیادی حقوق کا مل پیش کرنے کے بعد مختلف ممالک میں اس میں جو اضافے (Amendments) کے گئے، ان کی تفصیل ذیل درج ہے۔ تا کہ رسول اکرم ﷺ کے پیش فرمودہ حقوق کے مقابلے میں اس انسانی کوشش کے تمام فائدہ رامنے ہو سکیں۔

دستاویز حقوق (Bill of Rights):

1. Amendment -1: (1791)
Freedom of religion, Speech, Press, Assembly of petition
زمبی آزادی، ۲ راڈی ایفیری و چریری، قانونی جارہ جوئی کی اجازت۔
2. Amendment -13 (1865)
Abolition of slavery
غلابی کا خاتمه
3. Amendment -14 (1868)
Rights of Citizens
شہریوں کے حقوق
4. Amendment -15 (1870)
Black voting rights
سیاہ فام افراد کو ووٹ دینے کا حق
5. Amendment- 19 (1920)
Woman Suffrage
خواتین کا حق رائے دہی (۲۵)

خطبہ حجۃ الوداع اپنی محتویات اور جامعیت کے لحاظ سے عالمی انسانی حقوق کی ایسی بھرپور نمائندگی کرتا ہے کہ اپنے چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس کے الفاظ و معانی کی

مزوازگی روز اول کی طرح موجود ہے اور ناقیمت موجود ہے گی، اور اس میں کبھی کسی اخافنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔

حوالہ جات

- ۱۔ ان سعد/طبقات اکبری/دارالصادر، ج ۲، ص ۲۵۵، ۲۵۵
- ۲۔ ررقانی، محمد بن عبدالماتی/شرح موابہل المدینہ/المطبعة الازہریہ انصر / ج ۲، ص ۱۰۸، ۱۰۸
- ۳۔ اقوام تحریر کے چارٹر پر ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو سان فرانسیسکو کے مقام پر دستخط ہوئے، اس وقت اس کا نام (League of Nations)
4. Gilbert, Felix, To The Farewell Address, Princeton University Press, Prince ton N.J.1961
- ۵۔ The Civil Rights Act (P.L.88-352) پر صدر ایڈن بی جائی نے ۲۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو ووچٹ کئے تھے۔
- ۶۔ اقرآن، سورہ سباء، آیت ۲۸
- ۷۔ اقرآن، سورہ المائدہ، آیت ۳
- ۸۔ اقرآن، سورہ الاحزاب، آیت ۳۰
- ۹۔ الترمذی، ابویحیییٰ محمد بن میمی/ایام الحجۃ/دار الفکر، ج ۱۹۹۳، م ۵، ص ۲۷۲، رقم ۲۰۸۷
- ۱۰۔ اقرآن، سورہ الحجرات، آیت ۱۳
- ۱۱۔ ان قیم ہوزی، (۱۹۷۵ھ)/زاد العارف/جردت، موسسه الرسالہ، ج ۱۹۸۷، م ۵، ص ۱۵۸
- ۱۲۔ اقرآن، سورہ الشام، آیت ۵۸
13. O' Shaugh Messy, H. Grenada: An Eye Witness Account of The US Invasion And The Caribbean History that provoked it, 1983
14. Goodrich, L.M. at al. Charter of the United Nations 3rd ed. Columbia University Press. N.J. 1961
- 15۔ پانچ عالمی طاقتیں جن کے پاس دینکار ہے روس، امریکہ، فرانس اور چین ہیں۔
16. Gilbert, Felix. To the Farewell Address, Princeton University Press, Princeton. N.J. 1961
- 17۔ احمد، ج ۵، ص ۳۰، رقم ۲۰۲۳۵
- 18۔ سیرت ابن ہشام/السیرۃ النبویہ/دارالطبیل جردت، ج ۱۳۱، ص ۲۰
- 19۔ ترمذی/ ج ۵، ص ۲۷۲، رقم ۲۰۸۷
- ۲۰۔ اقرآن، سورہ البقرہ، آیت ۲۹

- ۲۱۔ ابن حشام / ج ۲، ص ۱۶
- ۲۲۔ ترمذی / ج ۳، ص ۳۲۷، رقم ۱۱۶۳
- ۲۳۔ ابن حشام / ج ۲، ص ۹
- ۲۴۔ اقرآن، سورہ نساء، آیت ۱۲۰
- ۲۵۔ طبری، محمد بن جریر بن زینہ بن خالد، ابو حضر (م ۲۱۰ھ) / تاریخ الطبری / چروت، دارالكتب العلمیہ
ج ۲، ص ۲۰۵، رقم ۱۴۰۷
- ۲۶۔ ابن حشام / ج ۲، ص ۹
- ۲۷۔ اقرآن، سورہ ابراء، آیت ۳۱
- ۲۸۔ احمد بن محمد بن جبل ابو عبد اللہ بن الحیانی، (م ۲۲۱ھ) / استد / دارالحکم، التراث الارمنی، ۱۹۹۳ء / ج ۵،
ص ۲۷۲، رقم ۲۱۳
- ۲۹۔ العینا
- ۳۰۔ اقرآن، سورہ قوپ، آیت ۳۶
- ۳۱۔ اقرآن، سورہ یوسف، آیت ۵
- ۳۲۔ اقرآن، سورہ میم امر اکل، آیت ۱۲
- ۳۳۔ یعنی، ابو بکر احمد بن حمین / اسنن الکبری / دارالکفر، چروت، ۱۹۹۶ء / ج ۵، ص ۱۶۵
- ۳۴۔ سورۃ الحوچہ، آیت ۲۷
- ۳۵۔ یعنی / کبری / ج ۱، ص ۱۱۳، رقم ۲۰۱۲۳
- ۳۶۔ اقرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۳۲
- ۳۷۔ اقرآن، سورہ نساء، آیت ۸۰
- ۳۸۔ ابن حشام، ابو محمد عبداللہ (م ۲۱۳ھ) / اسرارہ الدین / چروت، دارالعرف، ۱۹۷۸ء / ج ۲، ص ۱۰
- ۳۹۔ اقرآن، سورہ الحجرات، آیت ۱۰
- ۴۰۔ العینا / ابن حشام
- ۴۱۔ ابن حیثما الشیر / ج ۳، ص ۶۷
- ۴۲۔ اقرآن، سورہ یوسف، آیت ۵۲
- ۴۳۔ یعنی / کبری / ج ۵، ص ۱۶۵، رقم ۹۵۵۳
- ۴۴۔ اقرآن، سورہ انحل، آیت ۱۲۵

45. Newman, E.S

Civil Liberty and Civil Rights, 5th ed. Ocean Pub. Inc. Dobbs Ferry.
N.Y. 1970

